احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
بول کہ لب آزاد ہیں تیرے
مفت سلسلہ
اشاعت نمبر ۲۰
از: محترم اقبال احمد اختر القادری
ناشر:
جمعیت اشاعت اہلسنت
نور مسجد کاغذی بازار کراچی

مفت سلسلہ اشاعت نمبر 25

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

از :- محترم اقبال احمد اختر القادری

ناشر

جمعیت اشاعت اہل سنت

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

پیش لفظ

ع ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ خود اچھے تھے۔ اچھوں سے فیضیاب تھے بلکہ جو بُرا ان کے پاس آئے اُسے بھی اچھا بنانے والے تھے مگر ہوا وہی جو ہوتا چلا آیا ہے یعنی بُروں کو انکی اچھائیاں ایک آنکھ نہ بھائیں کیونکہ ۔

کُلُّ ذِیْ نِعْمَۃٍ مَحْسُوْدٌ ...... ہر ذی نعمت حسد کیا جاتا ہے۔

اور انہوں نے اس محسن کو سراہنے کے بجائے، اس سے استفادہ حاصل کرنے کے بجائے ان کے خلاف پروپگینڈہ کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا مگر حق پھر حق ہے۔ اسے غالب ہونا ہی ہے اور حق تو یہ ہے کہ

اَلْحَقُّ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاء.... حق وہ ہے جسکی گواہی دشمن بھی دے

اور آج امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت اس آب و تاب کے ساتھ اُبھر کر سامنے آئی کہ مخالفین کو انکی شخصیت کا اعتراف کرنا ہی پڑا۔

پیش لفظ مضمون "بول کہ لب آزاد ہیں ترے" میں محترم اقبال احمد اختر القادری نے انہیں حقائق کو نہایت ہی اچھوتے اور سہل انداز میں پیش فرمایا ہے، جسے جمعیت اشاعت اہلسنت مفت شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل اسے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مؤلف، ناشرین اور تمام امت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

خاک پائے علماء اہلسنت

محمد سلیم برکاتی

(صدر جمعیت ھذا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وفاقی شرعی عدالت، حکومت پاکستان کا فیصلہ

آڈر، آڈر

○

"---------- حضرت مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ نے کوئی نیا دین یا نیا مسلک پیش نہیں فرمایا ہے، وہ اسی مسلک کے مبلغ تھے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اہل بیت، صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین سے منقول و ماثور چلا آرہا ہے، یہی وہ مسلک ہے جو جنید بغدادی، بایزید بسطامی، معروف کرخی، شیخ عبد القادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ معین الدین چشتی، داتا گنج بخش ہجویری اور انہی جیسے صلحاء امت کا مسلک ہے" ---------- "جب میں مولانا احمد رحمتہ اللہ کی تصنیفات کا مطالعہ کرتا ہوں تو ان کو اسلاف کے مسلک و مذہب سے منحرف نہیں پاتا ہوں بلکہ منحرفین کے تعاقب میں لگا پاتا ہوں ----------"

جسٹس مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری (مرحوم)
جج، وفاقی شرعی عدالت، حکومت پاکستان

اظہار تشکر

○ ----- ماہر رضویات، قبلہ اُستاذ گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ

○ ----- والد ماجد حضرت قبلہ امیر اللہ انصاری مدظلہ

○ ----- علامہ ابو داؤد محمد صادق رضوی مدظلہ ----- گوجرانوالہ

○ ----- مولانا محمد حفیظ نیازی مدظلہ ----- گوجرانوالہ

○ ----- عزیزم محمد سلیم قادری رضوی مدظلہ ----- لاہور

○ ----- حاجی مقبول احمد قادری چشتی مدظلہ ----- لاہور

○ ----- برادرم محمد ریحان قادری مدظلہ ----- کراچی

○ ----- برادرم محمد خادم حسین قادری ----- کراچی

○ ----- برادرم محمد خالد قادری سلمہ ----- کراچی

○ ----- برادرم محمد جاوید اختر القادری ----- کراچی

○ ----- برادرم محمد آصف سلمہ ----- کراچی

احقر

اقبال احمد اختر القادری عفی عنہ

خواجہ جامع مسجد

5/B-2 نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے -----!

○

کراچی سے پشاور جانے والی تیزرو ایکسپریس پلیٹ فارم نمبر "ا" پر تیار کھڑی ہے، تیزرو سے سفر کرنے والے مسافروں سے التماس ہے کہ وہ پلیٹ فارم "ا" پر تشریف لا کر گاڑی میں اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں ----- گاڑی انشاء اللہ دس بجکر تیس منٹ پر روانہ ہوگی ----- کراچی کینٹ اسٹیشن پر یہ اعلان ہو رہا ہے اور مسافر اپنی اپنی نشست کی تلاش میں سرگرداں ہیں -----

----- کچھ ہی دیر بعد پھر اعلان ہوا ----- پشاور جانے والی تیزرو ایکسپریس روانہ ہونے والی ہے، مسافروں سے التماس ہے کہ گاڑی میں سوار ہو جائیں اور رخصت کرنے آنے والوں سے عرض ہے کہ گاڑی سے اتر کر پلیٹ فارم پر گاڑی سے دور کھڑے ہو جائیں ----- کچھ دیر بعد گاڑی نے ہارن بجایا اور چل پڑی، پھر دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہوتی چلی گئی، منزل کی جانب رواں دواں ہو گئی ----- کچھ دیر خاموشی کے بعد حسب عادت مسافروں میں آپس میں گفتگو اور تعارف کا سلسلہ شروع ہوتا ہے -----

اس ٹرین کی بوگی نمبر "اا" میں بھی دیگر بوگیوں کی طرح سلسلہ تعارف چل نکلا۔ ایک مسافر، دوسرے سے -----

"آپ کہا جارہے ہیں"------؟

دوسرے نے جواب دیا' "ہم ایک علمی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے اسلام آباد جارہے ہیں"------

"اچھا------! میں سمجھا کہ آپ رائے ونڈ جارہے ہیں"۔

پہلا مسافر بولا------

دوسرے نے جواب دیا------ "معاف کیجئے گا' ہم لوگ رائے ونڈ والے نہیں' اہلسنت ہیں اہلسنت"۔

پہلا مسافر'------ "اہلسنت---!"

"بریلوی------"؟

"جی ہاں' الحمد للہ ہم اہلسنت ہیں جن کو بریلوی کہتے ہیں" --- دوسرے مسافر نے جواب دیا۔

پہلا مسافر'------ "اچھا تو آپ بریلوی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں"---؟

"بریلوی فرقہ------"!

"معاف کیجئے گا' بریلوی کوئی فرقہ نہیں"------

دوسرے مسافر نے فوراً" کہا------

پہلا مسافر------ "کیوں' کیا آپ لوب احمد رضا بریلوی کے ماننے والے نہیں"!

دوسرا مسافر------

------"ہم احمد رضا کے ماننے والے نہیں بلکہ احمد رضا جس کو مانتے تھے اس کے ماننے والے ہیں------"

پہلا مسافر------ "کیا مطلب! احمد رضا کس کو مانتا تھا"------؟

دوسرا مسافر------

------"احمد رضا ایک سچے اور پکے مسلمان تھے------ وہ انہی عقائد پر کاربند تھے جو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم' صحابہ' تابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں------ انہوں نے اپنی طرف سے نہ کوئی عقیدہ ایجاد کیا اور نہ کسی نئے نظریئے کی بنیاد ڈالی' وہ تو قرآن و

حدیث کے عالم تھے بھلا' ایسا کیونکر کرسکتے تھے"------!

اتنے میں ٹکٹ چیکر نے آکر ٹکٹ طلب کئے------ مسافروں نے اپنے اپنے ٹکٹ چیک کرادیئے۔

چیکر نے کہا------

"کیا آپ لوگ طالب علم ہیں"------؟

دوسرے مسافر نے کہا' "ہاں ہم چاروں طالب علم ہیں اور یہ ہمارے کارڈ ہیں"۔

چیکر یہ جواب سن کر آگے بڑھ گیا۔

برابر والی نشست سے تین نوجوان بھی اس نشست پر آگئے اور بولے کہ ہم لوگ بھی اسٹوڈینٹس ہیں------ آپ لوگوں کی چیکر سے گفتگو سُنی تو معلوم ہوا کہ آپ لوگ بھی اسٹوڈینٹس ہیں' ہم نے سوچا چلو آپ کے ساتھ ہی بیٹھتے ہیں------ لہٰذا اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم لوگ بھی یہاں بیٹھ جائیں------

"ہاں' ہاں کیوں نہیں' بڑے شوق سے بیٹھیں"------"آپ لوگ کہاں جارہے ہیں"؟

"ہم لوگ لاہور میں رہتے ہیں اور انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے ہمارا تعلق ہے------ ہم لوگ کراچی میں سیروتفریح کے لئے آئے تھے' اب واپس جارہے ہیں----

"اور آپ لوگ"------!

"ہم کراچی میں رہتے ہیں------ میں' زاہد اور یہ افسر ہیں------ یہ ہمارے ظفر بھائی ہیں اور یہ میرا چھوٹا بھائی راشد ہے------ ہم ایک علمی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے اسلام آباد جارہے ہیں"------

زاہد'------ پہلے مسافر سے------" آپ بھی اپنا تعارف کرادیں تاکہ بلا تکلف بات چیت کرتے سفر گزر جائے"------

"ہاں' میرا نام عبد المصطفیٰ ہے اور یہ سامنے میرے بڑے بھائی عبد الوہاب ہیں اور باقی یہ لوگ ہمارے ڈپارٹمنٹ کے ہیں------ ہمارا تعلق پاکستان ریلوے سے ہے------ ہم ریلوے مزدور یونین کے ایک احتجاجی جلسہ میں "کوٹری" جارہے

ہیں"------

طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی' ------ "زاہد صاحب" ۔!

"ابھی آپ لوگ بریلوی فرقہ سے متعلق گفتگو کر رہے تھے' اصل میں آج کل اتنے فرقے بن چکے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کون صحیح ہے اور کون غلط ------؟ ہر فرقہ اسلام کی بات کرتا ہے ------ جائیں تو کہاں جائیں ------ ملیں تو کس سے ملیں ------ چلیں تو کدھر چلیں ------ مانیں تو کسی کی بات مانیں ------ میں تو کہتا ہوں کہ کسی کی نہیں مانو' بس اسلام کی مانو' ------ قرآن و حدیث کے علاوہ کسی کی بات نہ مانو"------

"آپ کا کیا خیال ہے"------؟

زاہد------

"میں آپ کے خیالات سے اختلاف کرتا ہوں"------

"وہ کیوں"------؟

زاہد ------"وہ یوں کہ فکر و عمل کی دنیا میں کسی نا کسی کے پیچھے تو ضرور چلنا ہوگا ------ اس کے بغیر چلنا مشکل و ناممکن ہے"------

طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی' ------ "وہ کیسے"------!

زاہد------

"دیکھئے نا ------ ہم میں سے ہر شخص عالم و محقق نہیں' جو کہ اپنا راستہ خود ہی متعین کرلیں"------

"وہ تو ٹھیک ہے' مگر آج کل عالموں نے ہی تو فرقے بنا رکھے ہیں ------ عوام کو آپس میں لڑا رکھا ہے"------ (طالب علم)

زاہد------ "معاف کیجئے گا' میں فرقہ باز' عالموں کو عالم ہی نہیں مانتا' عالم تو وہ ہے جو قرآن و سنت کی سچی سچی تعلیم دے اور قدیم شعائر اسلام سے عوام کو آشنا کرے"------

"مگر پتہ کیسے چلے گا کہ سچا کون ہے"------؟ (طالب علم)

زاہد------

"اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ

- ------ "کس جماعت نے ۱۸۵۷ء سے قبل دور انتشار اور ۱۸۵۷ء کے بعد دور غلامی میں سر اٹھایا اور نئی فکر کی بنیاد رکھی"------؟
- ------ "کس کا فکری تعلق دور آزادی سے ہے اور وہ وہی بات کہہ رہا ہے جو صدیوں سے کہی جارہی ہے"------؟
- ------ "کس کے عقائد صدیوں تک عالم اسلام کے عقائد رہے"------؟
- ------ "کس کے عقائد سازش کے تحت پھیلائے گئے"------؟
- ------ "موجودہ فرقوں اور جماعتوں کے اکابر کا سلسلۂ فکر و نظر ماضی میں کن حضرات سے ملتا ہے' اور ان کے عقائد کیا تھے"------؟

"برصغیر پاک و ہند کے ہر گوشے میں حضرت مجدد الف ثانی' حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی' حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہم کو اکابرین ملت مانا اور تسلیم کیا جاتا ہے ------ ان بزرگوں نے جن عقائد و افکار کی تصدیق و توثیق کی وہی عقائد و افکار صدیوں سے چلے آرہے ہیں ------ اب جن کا تعلق ان عقائد سے ہے' وہی لوگ صحیح ہیں اور سچے ہیں"------

"آپ کے خیال میں صحیح کون ہے"------؟ (طالب علم)

زاہد' ------ "ظفر بھائی ذرا آپ اس سلسلے میں کچھ فرمائیں"------

ظفر' ------ "آج ہر جماعت یہ سمجھتی ہے کہ قرآن و حدیث سے متعلق اس کی تعبیرات و تشریحات صحیح ہیں' لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ ہزاروں لاکھوں علماء و مشائخ اور بزرگوں نے اسلام کی جو تعبیرات و تشریحات پیش کیں' وہ غلط تھیں ------! عقل یہ بات تسلیم نہیں کرتی' بلکہ صحیح وہی ہے جو صدیوں سے چلا آرہا ہے---- جو صدیوں تک صحیح سمجھا گیا' ------ جسے عالم اسلام نے قبول کیا ------ ان ہی عقائد و نظریات والی جماعت صحیح ہے' یہی سچی ہے ------ جو اللہ کی وحدانیت اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت اور خاتمیت پر یقین کامل رکھتی ہے ------

جس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے والہانہ اور جاں نثارانہ محبت ہے ------ جس کو اہل بیت سے محبت ہے' ------ ازواج مطہرات سے محبت ہے

------ صحابہ کرام سے محبت ہے' ------ تابعین و تبع تابعین سے محبت ہے' ------ ائمہ اربع سے محبت ہے' ------ تمام سلاسل طریقت سے محبت ہے' ------ محدثین سے محبت ہے' ------ فقہا سے محبت ہے' ------ اولیاء اُمت سے محبت ہے' ------ صلحاء امت سے محبت ہے' ہر عاشقِ رسول سے محبت ہے' یہ جماعت صرف محبت کی بات کرتی ہے اور محبت نہ کرنے والوں سے نفرت کرتی ہے' ------ یہ جماعت ساری اُمت کو محبتِ رسول کے نقطے پر جمع کرتی ہے"

"ظفر صاحب ------!' آپ نے سب کچھ بتایا' مگر اس جماعت کا آج کے دور میں کیا نام ہے اور اس کی شناخت کرنے کا کیا طریقہ" ------؟ (طالب علم)

ظفر' ------ "یہ تو میں نے عرض کیا نا' کہ اس کی شناخت محبتِ رسول ہے اور ویسے آج کل اس جماعت کی شناخت "اہلسنّت و جماعت بریلوی" ہے" ------

"بریلوی" ------!

کیا مطلب' ------! (طالب علم نے حیرانگی سے سوال کیا)

ظفر' ------ "لگتا ہے کہ آپ لوگوں کو بھی غلط فہمی ہے کہ بریلوی کوئی فرقہ ہے"!

------ "اس الزام کی کوئی حقیقت نہیں' تفرقہ مٹانے والے کو تفرقہ انداز کہنا درحقیقت تفرقہ اندازی کی حوصلہ افزائی کرنا ہے جو کسی بھی سمجھ دار انسان کو زیب نہیں دیتا ------ حقیقت یہ ہے کہ احمد رضا نے کسی نئے عقیدے اور فرقہ کی بنیاد نہیں ڈالی ------ بلکہ قدیم افکار و نظریات کو زندہ ضرور کیا' ------ احمد رضا کے فتوؤں کا ایک بڑا مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" کے نام سے مشہور ہے' جس کی بارہ جلدیں ہیں ------ اس میں سارے فتوے "فقہ حنفیہ" کے مطابق دیئے گئے ہیں ------ اگر بریلوی کوئی فرقہ ہوتا تو احمد رضا خان بریلوی اپنے من مانے فتوے دیتے' مگر ایسا نہیں' بلکہ ان کے فتوے تو ایسے تحقیقی ہوتے ہیں کہ خود ان کے مخالف' دیوبند کے علماء بھی کسی مسئلے میں اٹک جاتے تو اس (فتاویٰ رضویہ) کو دیکھ کر مسئلہ کا حل تلاش کرتے تھے گو' ظاہر نہ کرتے تھے ------ مولوی یوسف بنوری صاحب کے والد مولوی زکریا صاحب نے فتاویٰ رضویہ کی خوب تعریف فرمائی ہے ------

آپ تو پڑھے لکھے ہیں ------ تاریخ کا مطالعہ کریں ------ انقلاب ۱۸۵۷ء سے پہلے ۱۸۵۷ء کے بعد دشمنان اسلام کی طرف سے ان عقائد و نظریات کو ختم کرنے کی کوششیں شروع ہو چکی تھیں جن پر صدیوں سے عالم اسلام عمل پیرا تھا۔

ایک اور بات سوچنے کی ہے اور وہ یہ کہ جب برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا اور صرف اہلسنّت و جماعت کے عربی مدرسوں پر زوال آیا' تو وہ سر نہ اُٹھا سکے ------ دوسری طرف نئے نئے مدرسے بننے لگے اور ترقی کرنے لگے ------ دارالعلوم دیوبند' مسلم یونیورسٹی علی گڑھ' ندوۃ العلماء لکھنؤ' وغیرہ' یہ سب کے سب بعد میں قائم ہوئے اور ترقی کی ------ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان اہل سنت و جماعت پر کیوں زوال آیا جن کو آج ہم اور آپ بریلوی کہتے ہیں ------ انگریزوں کو ان سے کیا دشمنی تھی ------ ان کے مدرسوں' درسگاہوں کو کیوں تباہ و برباد ہونے دیا ------ یقیناً اس لئے کہ انگریزوں کو ان کے ایمان کی حرارت اور عشق کی گرمی سے خوف آتا تھا' وہ ۱۸۵۷ء کے معرکوں میں اہل سنت کی جانبازیاں دیکھ چکے تھے ------ انہوں نے احمد رضا کے والد' نقی علی خاں بریلوی کے سر کی قیمت مقرر کی تھی' جو انگریزوں کے خلاف بریلی کے محاذ پر جہاد کر رہے تھے ------

انگریز نے مسلمانوں سے حکومت چھینی' اس نے دیکھا کہ قرآن کی محبت' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا عشق اور حضرات اولیاء اللہ کی عقیدت و محبت مسلمانوں کی طاقت کا راز ہے ------ چنانچہ اسی زمانے میں قرآن کریم کے بعض تراجم اور تفسیریں ایسی لکھی گئیں کہ ایمان ڈانواڈول ہونے لگا' ------ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ذات و صفات کو موضوع بحث بنا کر محبت و عشق کو ضعیف کیا جانے لگا' ------ نئے نئے نظریات' نئے نئے خیالات سامنے آرہے تھے' ------ کوئی کہہ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں اور آپ کی عزت ایسی کرنی چاہئے جیسے بڑے بھائی کی کی جاتی ہے' ------ کسی نے کہا کہ حضور علیہ السلام کا خیال نماز میں آجائے تو وہ اپنی گائے اور گدھے کے خیال میں مگن ہونے سے بدرجہا برا ہے' ------ کوئی کہہ رہا تھا کہ خاتم النبین کا یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں' ------ کسی نے کہا اللہ جھوٹ بول سکتا ہے' وہ جھوٹ بولنے پر

قادر ہے'۔۔۔۔۔۔ کسی نے کہا کہ جس کا نام "محمد" یا "علی" ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'
۔۔۔۔۔۔ کسی نے کہا کہ میلاد شریف منانا اور اس کی محفل میں شریک ہونا جائز نہیں'
۔۔۔۔۔۔ کسی نے قرآن پر اعتراض کیا تو کسی نے حدیث پر'۔۔۔۔۔۔ کسی نے حضرات اولیاء کرام اور صوفیاء پر اعتراض"۔۔۔۔۔۔

طالب علم۔۔۔۔۔۔ "کیا واقعی ایسا ہوا"۔۔۔۔۔۔!

ظفر۔۔۔۔۔۔ "ہاں' ہاں یہ سب حقیقت ہے حقیقت۔۔۔۔۔۔ کوئی قصہ نہیں اور یہ سب انہوں نے کیا جو کہ اپنے کو مسلمان کہتے تھے"۔۔۔۔۔۔

نبیوں اور ولیوں کو اللہ کا عاجز بندہ بنا کر مسلمانوں کو ان سے روگرداں کیا گیا۔۔۔۔۔۔
ایسے ایسے فتوے دیئے گئے کہ گزشتہ زمانے کے علماء اور بزرگ سب کافر قرار پائے۔
حالانکہ ان کے وہی عقائد تھے' جس پر صدیوں سے مسلمان کاربند ہیں۔۔۔۔۔۔ آج ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آج ہمارے سامنے جتنے بھی فرقے ہیں' ان کی اکثریت ماسوائے ایک دو کے سب انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد کی پیداوار ہیں۔۔۔۔۔۔ ان سب کے اجداد سنی تھے مگر ان کی اولادوں نے نئے نئے فرقے بنالئے"۔۔۔۔۔۔ گاڑی نے ہارن دیا اور کچھ دیر بعد کوٹری جنکشن پر کھڑی ہوگئی عبدالمصطفیٰ صاحب اور ان کے ساتھی یہ کہہ کر گاڑی سے اتر گئے "آپ کے ساتھ سفر نہایت معلومات افزا' اور یادگار رہا۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جزائے خیر دے' اچھا زندگی رہی تو پھر ملیں گے"
۔۔۔۔۔۔ اللہ حافظ'

ظفر و دیگر' اللہ حافظ۔۔۔۔۔۔

کوٹری سے گاڑی حیدر آباد جا رکی۔۔۔۔۔۔ یہاں سب نے نماز ظہر پڑھی اور دوپہر کا کھانا کھایا' گاڑی ہارن بجاتی پھر منزل کی جانب دوڑنے لگی۔۔۔۔۔۔

"چائے والا چائے' خالص دودھ چینی سے تیار کردہ چائے' پسند نہ آئے تو کپ گاڑی سے باہر پھینک کر اپنی رقم واپس لے سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ یہ آواز سب کے کانوں میں گونجی
۔۔۔۔۔۔

زاہد'۔۔۔۔۔۔ ہاں بھائی چائے والے۔۔۔۔۔۔ ادھر بھی چائے دینا۔۔۔۔۔۔ سب نے چائے پی۔۔۔۔۔۔ چائے کے بعد پھر سلسلۂ کلام شروع ہوگیا۔

(لاہور کا ایک طالب علم)۔۔۔۔۔۔ "ہاں تو ظفر بھائی۔۔۔۔۔۔ آپ کچھ بتا رہے تھے۔۔۔۔۔۔"!

ظفر "ہاں۔۔۔۔۔۔! لیکن کہیں میری باتوں سے آپ بور تو نہیں ہو رہے"

"ارے نہیں ظفر بھائی"۔۔۔۔۔۔

"بلکہ ہمیں تو بڑا مزا آرہا ہے اور نئی نئی معلومات ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔۔ آپ اور باتیں بتائیں تاکہ جو لوگ ہمیں غلط سلط باتوں سے گمراہ کرتے ہیں ہم ان کو جواب دیں"
۔۔۔۔۔۔ (لاہور کے طلبہ)

ظفر۔۔۔۔۔۔

"احمد رضا بریلوی پر الزام ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو گروہوں میں تقسیم کرکے بریلوی فرقہ کی بنیاد ڈالی۔۔۔۔۔۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے' احمد رضا نے کسی جماعت سے ہٹ کر کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا۔۔۔۔۔۔ ان کی کتابوں کا ذرا مطالعہ تو کرو۔۔۔۔۔۔ یہ وہی بات لکھتے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے' یہ قرآن میں کانٹ چھانٹ نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔ قرآن و حدیث سے تو اور بھی کہتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ وہ اپنی بات کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اور احمد رضا صرف اور صرف قرآن و حدیث کی باتیں کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اپنی طرف سے اس میں کچھ نہیں ملاتے
۔۔۔۔۔۔

خوب غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جس وقت مسلمان انتشار کا شکار تھے۔۔۔۔۔۔ ملت اسلامیہ کو گروہوں میں بانٹا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ اس وقت احمد رضا ہی تھے جو ملت کو پارہ پارہ ہونے سے بچانے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔۔ اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ وہ دیوانہ وار۔۔۔۔۔۔ ہر نئے فرقے کا تعاقب کرتے نظر آئیں گے۔۔۔۔۔۔ اگر وہ خود نیا فرقہ بناتے تو دوسرے فرقوں کا ہرگز تعاقب نہیں کرتے' ہر فرقہ اپنی عزت بناتا ہے مگر احمد رضا نے خدا اور رسول کے لئے اپنی عزت قربان کردی۔۔۔۔۔۔ یہ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے۔۔۔۔۔۔ یہ ستم ظریفی ہے کہ جس نے گروہ بندی کے خلاف جہاد کیا' آج اسی کو فرقہ پرست اور فرقہ بند کہا جانے لگا۔۔۔۔۔۔ احمد رضا نے وہی عقائد و افکار پیش کئے جو ہر زمانے اور عہد میں پیش کئے گئے۔۔۔۔۔۔ یہ عقائد دور غلامی کی ایجاد نہیں بلکہ دور

آزادی کی یادگار تھے ------ یہی عقائد عرب و عجم میں مشہور تھے ------ احمد رضا نے وہی بات کہی جو صدیوں سے کہی جارہی تھی' احمد رضا نے وہی پیغام دیا جو صدیوں سے دیا جارہا تھا ------ پھر لوگ اس کو بھول گئے تھے ------ کسی نے ان کو بھلادیا تھا' بہکانے والے بہکارہے تھے' ------ احمد رضا نے بھولی باتوں کو یاد دلایا اور بتایا کہ ہمارے اسلاف کس طرح سوچتے تھے ------ ہمارے بزرگ کس طرح عمل کرتے تھے' ان کی سوچ کیا تھی' ان کے عمل کرنے کا انداز کیا تھا ------ احمد رضا نے خود ان پر عمل کرکے اسلاف کی یاد تازہ کردی ------ پھر وہ خود اسلاف کی نشانی بن گئے' چونکہ وہ بریلی کے رہنے والے تھے' اس لئے ان کا آفاقی پیغام ان کی نسبت سے بریلی شہر سے منسوب ہوگیا اور پھر "بریلوی" سے تعبیر کیا جانے لگا ------ اب اسلاف کے قدیم افکار و عقائد کو احمد رضا بریلوی کے تجدیدی کارناموں کی نسبت سے "بریلوی" کہا جاتا ہے ------

برصغیر پاک و ہند اور دنیا بھر میں لاکھوں ایسے مسلمان ہیں جو خود کو بریلوی نہیں کہتے' لیکن اگر آپ ان کے عقائد و افکار دیکھیں تو احمد رضا کا ہم نوا پائیں گے ------ معلوم ہوا کہ "بریلوی" محدودیت' نہیں بلکہ "آفاقیت" کا دوسرا نام ہے ------ احمد رضا سے پہلے بھی یہی عقائد تھے اس وقت تو "بریلوی" کی اصطلاح بھی کسی کے وہم و گمان میں نہ آئی ہوگی' لہٰذا ماننا پڑے گا کہ احمد رضا نے کسی نئے عقیدے اور فکر کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ سلف و صالحین کے مسلک اور ان ہی کے افکار و عقائد کی تجدید کی ------ جس کو دشمنانِ اہلسنّت نے "بریلوی فرقہ" کہا تاکہ مسلمان اس کو ایک نیا فرقہ سمجھ کر بدظن ہوجائیں اور اس طرح دشمنوں کی یہ سازش کامیاب ہوجائے کہ مسلمان اپنے ماضی سے بدگمان ہوکر ماضی سے کٹ جائیں اور دشمنانِ اسلام کے قابو میں چلے جائیں ------

سوچنے کی بات ہے کہ کیا چودہ سو برس سے دین کو جس طرح سمجھا گیا' وہ صحیح نہ تھا ------؟ کیا اتنی عقلوں کا خیال غلط تھا ------؟ کیا اتنے قدم غلط راہ پر چل سکتے ہیں۔؟

کیا آج کل نئی نئی سوچ رکھنے والے کم علم' دین کو صحیح طور پر سمجھے' اس سے قبل بڑے سے بڑا عالم کوئی نہ سمجھ سکا ------؟

"یہ بات سمجھ سے بالا" ------!

(طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی) ------ "ہاں بات تو صحیح ہے کہ کیا آج سے قبل کے تمام مسلمان گمراہ تھے' نہیں نہیں' ایسا نہیں ہوسکتا ------ یہ تو بہت خطرناک سازش ہے ------"

ظفر ------ "ہاں' ماننا پڑے گا کہ حق وہی ہے جو کہ برابر چلا آرہا ہے' احمد رضا نے یہی سچ تو پیش کیا' جس کو چھپایا جارہا تھا' جس کو دبایا جارہا تھا ------ احمد رضا نے اس کا خوب چرچا کیا تو مخالفین کو ایک لمحہ نہ بھایا اور انہوں نے احمد رضا کے اس سچے آفاقی پیغام کو "بریلوی فرقہ" کا نام دے کر بدنام کرنا شروع کردیا ------ مگر ماننے والے مانتے رہے ------ تسلیم کرنے والے تسلیم کرتے رہے اور آج بھی تسلیم کررہے ہیں' آج پاکستان کی اکثریت بلکہ دنیا کے مسلمانوں کی اکثریت انہی عقائد و نظریات کی پیروکار ہے جن کی احمد رضا نے تجدید کی" ------

(طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی) ------ "ہم تو سمجھتے تھے کہ "بریلوی فرقہ" قادیانیوں کا کوئی گروپ ہے اور احمد رضا خان قادیانی ہے" ------

ظفر ------ "افسوس ہے کہ آپ اب بھی بریلوی "فرقہ" کہہ رہے ہیں" ------!

"او[illegible]ری --- معاف کیجئے گا' اصل میں پرانی عادت ہے' مگر اب انشاء اللہ نہ صرف میری یہ عادت ترک ہوجائے گی بلکہ میں دوسروں کی بھی اصلاح کروں گا" ------ (طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی)

افسر ------ ارے بھائی کچھ پینا پلانا بھی ہوگا یا کہ خشک گاڑی ہی چلتی رہے گی' وہ دیکھیں کولڈ ڈرنک والا آرہا ہے ------

(طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی) ------ ہاں افسر بھائی ہماری طرف سے سب کے لئے بوتلیں لے لیں ------

سب نے اپنی اپنی پسند کی بوتل پی ------ رات کا وقت ہوچکا تھا' ٹرین خانپور جنکشن پر ٹھہری تو سب نے نماز عشاء ادا کی' رات کا کھانا کھایا ------ گاڑی چل دی ------ کچھ دیر خاموشی کے بعد گفتگو پھر چل نکلی ------

زاہد' طلبہ انجینئرنگ یونیورسٹی کو مخاطب کرتے ہوئے ------

"ابھی آپ نے فرمایا کہ آپ احمد رضا کو قادیانی سمجھتے تھے' اس سلسلہ میں عرض کروں کہ احمد رضا نے ہر باطل مذہب اور فرقہ کے رد میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تحریر کی ہے اور قادیانیوں کے رد میں بھی کئی مفصل کتابیں تحریر کیں' جن میں

○ ------ قہرالدیان علی مرتد بقادیان

○ ------ المبین ختم النبیین

○ ------ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

سرفہرست ہیں ------ تو جس نے قادیانیوں کے رد میں کتابیں لکھی ہوں بھلا وہ خود کیونکر قادیانی ہو سکتا ہے"------

طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی ------ زاہد بھائی' آپ نے جو کتابوں کے نام لئے ہیں کیا یہ بازار میں ملتی ہیں------

زاہد' ------ ہاں یہ سب اور دیگر کتابیں بازار میں ملتی ہے' آپ لوگ لاہور میں رہتے ہیں' وہاں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار کے قریب کئی ایک بڑے بڑے مکتبہ ہیں جہاں سے یہ کتابیں بآسانی مل سکتی ہیں------

طالب علم ------ آپ نے جو نام لئے یہ تو ہمیں یاد بھی نہیں رہیں گے لہٰذا لکھ کر دے دیں تاکہ ہم خرید کر نہ صرف خود استفادہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی دیں------

زاہد نے ڈائری کے ایک ورق پر ان کتابوں نے نام تحریر کرکے دے دیئے اور کہا کہ آپ لوگ اپنا پتہ تحریر کرادیں ہم انشاء اللہ اور بھی کتابیں کراچی سے پوسٹ کردیں گے ------ پتہ نوٹ کرنے کے بعد سب لوگ آرام کرنے اپنی اپنی برتھ پر لیٹ گئے ------ صبح کو نماز فجر ساہیوال جنکشن پر ادا کی ------ ناشتہ وغیرہ میں مصروف رہے اور یوں ٹرین لاہور جنکشن پر پہنچ گئی ------ لاہور انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلبہ نے کافی اصرار کیا کہ آپ لوگ لاہور میں اتر کر کچھ دن ہمارے مہمان رہیں' مگر ظفر نے کہا کہ ہمیں ایک اہم کانفرنس میں شرکت کرنا ہے اس لئے معذرت چاہتے ہیں'------

طلبہ نے پھر کبھی آنے کا وعدہ لیتے ہوئے چشم نم سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب آپ کے نہایت ممنون و مشکور ہیں کہ آپ نے اس قدر معلومات سے نوازا اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایمان سے نوازا' ہم آئندہ اپنی تمام زندگی حضرت احمد رضا خان کی تعلیمات کی

روشنی میں گذارنے کا وعدہ کرتے ہیں' آپ ہمیں زیادہ سے زیادہ کتب روانہ کریں تاکہ ہم خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی سیدھی راہ دکھانے کی غرض سے پیش کریں ------ کچھ دیر بعد ٹرین لاہور سے روانہ ہولی ------

○

راقم نے اب تک جو کچھ تحریر کیا' یہ کوئی قصہ' کہانی یا افسانہ نہیں بلکہ راقم اور راقم کے احباب کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ ہے۔

-------- اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ گمراہ پروپیگنڈے کی دبیز تہوں میں حقیقت گم ہو گئی تھی مگر دلوں میں امام احمد رضا کی یاد تازہ تھی' دماغوں میں بات محفوظ تھی' اگر ایسا نہ ہوتا تو گرد و غبار صاف ہوتے ہی یوں ان کے گن نہ گائے جاتے' کوئی اچانک اچھا نہیں ہو جاتا ------ شخصیت کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے ایک زمانہ چاہیے------ معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے پروپیگنڈے نے اہل قلم کی زبانیں بند کر رکھی تھیں مگر ان کے دل مچل رہے تھے' وہ اظہار حقیقت کے لے تڑپ رہے تھے-------- کافی عرصہ قبل ملک کے مشہور و معروف ادیب و صحافی اور سیاستدان جناب کوثر نیازی (سابق وفاقی وزیر حکومت پاکستان) نے بڑے دبے لفظوں میں کہا تھا کہ

"بریلوی مکتب فکر کے امام' مولانا احمد رضا خاں بریلوی بھی بڑے اچھے واعظ تھے۔"[1]

اس عبارت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بات دل سے نہیں کہی گئی' دل میں کچھ اور ہے مگر زبان تک نہیں آتا۔ چنانچہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے بانی و صدر مولانا سید ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ (م ۳ جنوری ۱۹۹۲ء) موصوف سے اسلام آباد میں ملاقات کر کے امام احمد رضا پر دل سے اظہار خیال کرنے کے لیے انہیں "امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۰ء" میں مدعو کیا۔ اور مولانا نے موصوف کو اظہار خیال کی دعوت دیتے وقت نگاہوں نگاہوں میں یہ بھی کہ "بول کہ لب آزاد ہیں تیرے"-- اب جناب کوثر نیازی یوں گویا ہوئے۔

"برصغیر میں یوں تو کئی جامع الصفات شخصیت گزری ہیں مگر جب ایک غیر جانب دار مبصران سب کا جائزہ لیتا ہے تو جیسی ہمہ صفت شخصیت امام احمد رضا کی نظر آتی ہے ویسی کوئی دوسری نظر نہیں آتی"۔۔۔۔۔"بدقسمتی سے ہمارے ہاں اکثر لوگ انہیں بریلوی نامی ایک فرقے کا بانی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اپنے مسلک کے اعتبار سے صرف حنفی اور سلفی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔"کیا ستم ظریفی ہے کہ جو ردبدعات میں شمشیر برہنہ تھا اسے خود بھی حامی بدعات قرار دیا گیا"۔۔۔"وہ فنا فی الرسول تھے اس لئے ان کی غیرت عشق احتمال کے درجے میں بھی توہین رسول کا کوئی خفی سے خفی پہلو بھی برداشت کرنے کو تیار نہ تھی"۔۔۔۔"ادب و احتیاط کی یہی روش امام رضا کی تحریر و تقریر کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے"۔۔۔۔۔"مخالفین جس بات کو شاہ احمد رضا کا تشدد کہتے ہیں' وہ تشدد نہیں وہ ان کا عشق رسول ہے' ان کا ادب و احتیاط ہے جو فتوئی نویسی سے لے کر ترجمہ قرآن تک اور ترجمہ قرآن سے لے کر ان کی نعتیہ شاعری تک ہر جگہ آفتاب و مہتاب بن کر ضوفشانی کر رہا ہے"۔۔۔۔ رہا یہ کہنا کہ ان کے اقدامات انگریز نوازی پر مبنی تھے تو یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو یا تو امام رضا کے مسلک کو سرے سے جانتا ہی نہ ہو یا جانتا ہو مگر جان کر نہ ماننا چاہتا ہو"۔۔۔

جناب کوثر نیازی کا یہ مقالہ کراچی سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' لاہور سے ادارہ معارف نعمانیہ' گوجرانوالہ سے انجمن رضائے مصطفےٰ نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے)

امام احمد رضا کے مخالفین نے یہ بھی مشہور کیا کہ انہوں نے بڑے بڑے علماء پر کفر کا فتوئی لگایا۔۔۔ جب اس الزام کا ذکر مشہور دیوبندی عالم' شیخ الحدیث محمد ادریس کاندھلوی کے سامنے ہوا تو ان سے نہ رہا گیا اور وہ بول اٹھے۔

۔۔۔۔۔"مولانا احمد خان کی بخشش تو انہی فتوؤں کے سبب ہو جائے گی' اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔۔۔ احمد رضا خان! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا' تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول

کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتوئی لگا دیا' جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کردی"۔۔

کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) کی فاضلہ ڈاکٹر اوشاسانیاں (جنھوں نے بریلوی تحریک پر ڈاکٹریٹ کیا ہے) کو جب ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے یہ کہا کہ بریلوی فرقہ نہیں ہے' تو وہ چونک گئیں اور حیرت سے منہ تکنے لگیں' جب سمجھایا گیا تو فکر میں پڑ گئیں' کیونکہ مخالفین نے پروپیگنڈہ ہی ایسا کیا تھا۔۔۔۔۔ فاضلہ موصوف نے پاکستان کا مطالعاتی دورہ کیا اور امام احمد رضا کی کتب اور مخطوطات کا مطالعہ کیا تو پھر اپنے خیالات سے رجوع کیا۔۔۔۔۔ جس کا اظہار فاضلہ موصوف کے ڈاکٹریٹ کے مقالہ سے ہوتا ہے۔ ڈاکٹریٹ کا یہ مقالہ دہلی (بھارت) میں زیر طبع ہے۔۔۔۔

مولانا انوار احمد جلالپوری دارالعلوم وارثیہ' لکھنؤ (بھارت) جنھوں نے زیادہ تر تعلیم امام احمد رضا کے مخالفین سے حاصل کی۔۔۔۔۔ ان پر جب حقیقت آشکار ہوئی تو ان کے ضمیر نے انہیں سچائی کا ساتھ دینے اور جھوٹ کا پردہ چاک کرنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا۔۔۔"بول کے لب آزاد ہیں تیرے"۔۔۔۔!
پھر مولانا موصوف بول اٹھے۔

۔۔۔"میں نے دینی تعلیم زیادہ تر دیوبندی و ندوی مکتب فکر کے مدارس میں حاصل کی ہے' دوران تعلیم رات دن جو کچھ ہمیں بتایا جاتا تھا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ فاضل بریلوی مولانا احمد خان صاحب ایک میلاد خواں قسم کے نیم خواندہ مولوی تھے جنھوں نے دنیا بھر کی بدعات کو جائز قرار دے دیا اور مشرکانہ عقائد کا دروازہ کھول دیا' گویا برصغیر کے مسلمانوں میں اعتقادی و علمی لحاظ سے جو گمراہی اور خامی پائی جاتی ہے اس کے ذمے دار فاضل بریلوی ہی ہیں۔۔۔۔ حیرت تو یہ ہے کہ طفل مکتب سے لے کر ذمے دار علماء کی زبان تک سے ایک ہی بات سننے میں آتی تھی"۔۔۔

۔۔۔"فاضل بریلوی کو جو میں نے ان کی تصانیف کی روشنی میں پڑھنا اور سننا شروع کیا' جہاں فاضل بریلوی کے خلاف شرک و

بدعت کے الزامات بے سروپا افسانے معلوم ہوئے وہاں یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ فاضل بریلوی اپنے علمی قدو قامت میں اپنے تمام معاصرین اور مخالفین سے کہیں بلند و بالا ہیں، وہ علم کا ایک سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں، مسائل کی جو تحقیق و تدقیق اور باریک بینی اور لطافت ان کے یہاں ملتی ہے وہ دور دور تک نظر نہیں آتی، مختلف اور متنوع علوم و فنون میں حیرت انگیز ماہرانہ صلاحیت جس طرح ان کی ذات میں جمع ہو گئی تھیں وہ محض فضل ایزدی ہے"---- "فاضل بریلوی کا مسلک کتاب و سنت پر مبنی اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں بالکل بے غبار ہے، وہ ایک سچے عاشق رسول، متبع سنت، بالغ نظر عالم دین اور نامور فقیہ تھے"------ ۴

امام احمد رضا کے مخالفین کا الزام ہے کہ انہوں نے ایک نئے دین و مسلک کا پرچار کیا ہے، اس الزام کی حقیقت جاننے کے لیے ہم نے پاکستان کی عدالت عالیہ "فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان" کے جج صاحب سے رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا۔۔

-----"حضرت مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ نے کوئی نیا دین یا نیا مسلک پیش نہیں فرمایا ہے، وہ اسی مسلک کے مبلغ تھے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اہل بیت، صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین سے منقول و ماثور چلا آرہا ہے، یہی وہ مسلک ہے جو جنید بغدادی، بایزید بسطامی، معروف کرخی، شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ معین الدین چشتی، داتا گنج بخش ھجویری اور انہی جیسے صلحاء امت کا مسلک ہے"---"جب میں مولانا احمد رضا رحمتہ اللہ کی تصنیفات کا مطالعہ کرتا ہوں تو ان کو اسلاف کے مسلک و مذہب سے منحرف نہیں پاتا ہوں بلکہ منحرفین کے تعاقب میں لگا پاتا ہوں۔"

(جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری-----) ۵

گوجرانوالہ (پاکستان) کے علامہ سعید احمد قادری نے بھی مولانا انوار احمد جلالپوری

کی طرح امام احمد رضا کے مخالفین سے دینی تعلیم حاصل کی اور ان کے مکروہ پروپیگنڈہ کا شکار ہو گئے۔۔ انہوں نے امام احمد رضا کی عالم اسلام کے لیے کی گئیں گرانقدر خدمات اور ان کے افکار و نظریات پر خوب بے جاء تنقید کی، اس ضمن میں علامہ موصوف کی تصنیف "رضاخانی مذہب" قابل ذکر ہے۔۔۔ گزشتہ دنوں دارالعلوم غوثیہ حویلی لکھا (ضلع اوکاڑہ) کے مہتمم علامہ محمد عبدالعزیز نوری صاحب نے علامہ موصوف سے تمام متنازعہ امور پر تفصیلی گفتگو کی تو علامہ موصوف نے باطل سے توبہ کرتے ہوئے حق قبول کرلیا اور اعلانیہ توبہ کرتے ہوئے ایک اشتہار شائع کیا جس میں امام احمد رضا کے افکار و نظریات کو عقیدہ حق قرار دیا ہے اسی اشتہار میں علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

"........ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ کا پیغام حق، محض عشق رسالت اور تحفظ ناموس رسالت کا پیغام ہے اسی لئے علماء دیوبند نے بھی اعلیٰ حضرت کو عاشق رسول تسلیم کیا ہے (کتاب اشد العذاب صفحہ ۱۳) -----"اس اعتراف کے بعد اہل علم و انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے خلاف علماء دیوبند کا پروپیگنڈہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے"-----۶

○

گزشتہ برس ۱۹۹۲ء میں راقم نے امام احمد رضا پر لگائے گئے الزامات کے اصل حقائق سے پردہ اٹھاتے ہوئے ایک مقالہ بعنوان "پردہ اٹھتا ہے" مرتب کیا تھا۔ جسے کراچی سے "جمعیت اشاعت اہلسنت" لاہور سے "رضا اکیڈمی" اور "بزم رضویہ" نے شائع کیا ہے----- پھر ہندوستان سے بھی شائع ہوا۔

الحمد للہ اس کتاب سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو ہدایت میسر آئی، فقیر کو کئی ایسے مکتوبات موصول ہوئے ہیں جن میں سابقہ عقائد سے توبہ اور امام احمد رضا کے افکار و نظریات سے اتفاق و اتحاد کا عزم ظاہر کیا گیا ہے،----- نصیحت و عبرت کی غرض سے ہم یہ مکتوبات من و عن پیش کر رہے ہیں-----

۱۵-۹-۹۲"

محترم و مکرم علامہ اقبال احمد اختر القادری صاحب مدظلہ

اللہ تعالیٰ صدا خوش رکھے' جنت کی اعلیٰ نعمت عطا فرمائے۔ کن الفاظ سے شکریہ کروں۔ دل چاہتا ہے کہ آکر قدم چوم لوں۔ میں بہت شدت پسند تھا ہر جمعرات کو مکی مسجد اور اب مدنی مسجد جاتا تھا۔ پچھلے ہفتے میرے ایک بریلوی دوست نے مجھے آپ کی شائع ہوئی کتاب "پردہ اٹھتا ہے" دی اور وعدہ لیا کہ ضرور پڑھو۔ میں نے یہ کتاب پوری پڑھی اور ان میں مذکورہ کتابوں کے اصل ماخذ میں نے خود دیکھا تو حیران رہ گیا کہ بریلوی لوگوں پر دوسرے ہمارے لوگ غلط اور جھوٹ الزام لگاتے ہیں۔ میں نے یہ کتاب جب اپنے حلقہ ڈیفنس کے امیر جماعت کو بتائی تو بولے کے ان چکروں میں نہیں پڑو یہ سب غلط ہے۔ بریلوی بڑے برے لوگ ہیں' پھر میں نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتابیں بتائیں تو ان سے کوئی جواب نہیں بنا اور بولے اچھا بعد میں بات کریں گے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور صحیح مسلمان بریلوی لوگ ہیں۔ میں اب مدنی مسجد نہیں جاتا میں آپ سے ملاقات کر کے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنا چاہتا ہوں مجھے ملاقات کرنے کا وقت دے دیں تاکہ میں حاضر ہو جاؤں۔ آپ کی جمعیت اہلسنت نے یہ کتاب چھاپ کر بڑا اچھا کام کیا ہے آپ یہ کتاب مجھے اور بھیجیں میں اپنے تبلیغی جماعت کے دوستوں کو دوں گا تاکہ وہ بھی صحیح ہو جائیں۔ اچھا اجازت دیں آپ کو بہت بہت بہت سلام قبول ہوں۔

آپ کا خادم

عبدالحق میرٹھی

فیز III' ڈیفنس کراچی"

(راقم خود کو اس لقب کا اہل نہیں پاتا۔ اقبال غفرلہ)

حق چار یار ○ حق چار یار

یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم و مکرم علامہ حضرت مولانا اقبال احمد اختر القادری

السلام علیکم

میرا تعلق سپاہ صحابہ راولپنڈی سے ہے میں یہاں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں میں آپ کی تحریر کردہ کتاب "امام احمد رضا بریلوی ایک تعارف ایک جائزہ" کا مطالعہ ایک بریلوی دوست کی وساطت سے کیا تو میں وہی سمجھا جو میں نے سنا تھا کہ بریلوی جھوٹ کا بہت بولتے ہیں اور نہ صرف بولتے بلکہ لکھتے بھی ہیں لیکن پھر دل میں خیال آیا کہ چلو اس کا آپریشن کر کے بریلوی لوگوں کے جھوٹ کی قلعی کھولی جائے' میں راولپنڈی میں جاکر ایک لائبریری میں حوالے نوٹ کیے تو دیکھا کہ آپ نے جتنے بھی حوالے دیئے وہ سب کہ سب بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ میں بڑا حیران ہوا کہ ان لوگوں پر ہمارا الزام لگانا ہی جھوٹ ہے۔ میں نے مولانا بریلوی کی اصل کتابوں کو دیکھا تو ان کے عقیدے اور ہمارا عقیدہ بالکل ایک سا نکلا۔ میں ایل۔ ایل۔ بی کر رہا ہوں انصاف کرتا ہوں انصاف چاہتا ہوں۔ جب میں نے سپاہ صحابہ کے ساتھیوں سے پوچھا تو بولے تم ان بریلوی لوگوں کی کتابیں نہیں پڑھو ورنہ کافر ہو جاؤ گے اور مجھے طرح طرح دھمکیاں دینے لگے ابھی تین دن گذرے ہیں کہ میں سمجھ گیا کافر کون ہے' بدعتی کون ہے' جھوٹا کون ہے' منافق کون ہے' اور سچا پکا مسلمان مومن کون ہے۔ میں تین دن سے بریلوی لوگوں کی کتابیں پڑھ رہا ہوں اور بالکل سب کچھ جان چکا ہوں اور میں توبہ استغفار کرتا ہوں اور بریلوی ہونے کا اعلان کرتا ہوں مجھے آپ کا ایڈریس نہیں معلوم ورنہ آپ کو ہی ڈائرکٹ خط لکھنا ہے۔ میں سپاہ صحابہ کی طرف سے جلسوں میں امام احمد رضا بریلوی کو بہت گالیاں دی ہیں اور جانے کیا کیا کہا ہے اب پتہ چلا کہ ان کا ہم سب پر کتنا بڑا احسان ہے۔

آپ نے اور آپ کی یہ کتاب نے میری دنیا بدل دی ہے' میں جہنم کے راستے پر چلا تھا آپ نے جنت کی راہ دکھا دی' اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کی نعمتوں سے دنیا و آخرت میں مالا مال فرمائے۔ میں آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں آپ اپنا پورا پتہ بھیج دیں میں کراچی آکر ملاقات کروں گا میرا پتہ نیچے لکھا ہے آپ اپنی یہ نور و حکمت سے پر کتاب کی کاپیاں یہاں مجھے بھیجیں تاکہ میں دوسرے لوگوں کو دوں اور وہ بھی پکے و سچے مسلمان بن جائیں اور یہ بہت زبردست کتاب ہے۔ آپ اس کا انگریزی کروا کر چھاپیں اور پنجابی' سندھی اور عربی میں لکھیں ہمارے یہاں یونیورسٹی میں انگریزی اور عربی کے لوگ بہت ہیں۔ مجھے جواب سے محروم نہ کریئے گا۔ جواب ضرور ضرور دینا۔ خط کے لکھنے میں غلطی ہو تو معاف کرنا میں زندگی بھر آپ کا یہ احسان نہیں بھولوں گا کہ آپ نے مجھے مسلمان بنا دیا۔ آپ اپنی دوسری سب کتابیں عنایت کریں۔ شکریہ THANK YOU

آپ کا خادم

محمد افضل

۳/۱۱/۱۹۹۲

انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی

D-15 کویت ہاسٹل' مسجد فیصل

اسلام آباد۔

"السلام علیکم ---- میں آپ کو اصلِ حقیقت سے آگاہ کر رہا ہوں تاکہ آپ قیامت میں میرے گواہ رہیں۔ میں سپاہ صحابہ کراچی کا سرگرم رکن تھا۔ اور بریلوی کا سخت مخالف تھا۔ مگر آج میری قسمت کا ستارہ چمک گیا اور الحمد للہ میں سنی بریلوی مسلمان ہو گیا۔ ہوا یوں کہ میں نے آج ایک کتاب "پردہ اٹھتا ہے" از تصنیف مولانا اقبال احمد اختر القادری پڑھی' جس میں وہی کچھ بیان تھا جو کہ میرے ساتھ ہوا۔ میں نے کورنگی میں ایک بریلوی مسجد کے امام سے ان کتابوں کی تفصیل دیکھی جن کا اس میں حوالا تھا تو سب بات صحیح نکلی' میں سمجھ گیا کہ اصل صحیح العقیدہ مسلمان سنی بریلوی ہیں۔ باقی سب غلط --- میں تو حضرت اقبال احمد اختر القادری صاحب کے لیے دعائیں کرتا رہوں گا۔ جن کی حق گوئی نے میری کایا پلٹ دی میں تمام لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو پڑھ کر حقیقت کو مانیں۔ اور سچے مسلمان بنیں اور غلط فہمی و بدگمانی سے بچیں۔

منجانب

محمد احسان الحق دہلوی' کورنگی کراچی"

ہماری محبت و عقیدت یا عداوت و نفرت کا دار و مدار شخصیات کے متعلق عام طور پر بچپن میں سنی سنائی اور ذہن میں ڈالی گئی باتوں پر مبنی ہوتا ہے ------ ان کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں --- ہمارا معیار یہ ہو گیا کہ اگر کسی من پسند شخصیت نے کوئی بات کہہ دی یا کر دی تو اس کو صحیح' درست اور مبنی بر صداقت قرار دینے کے لئے ہم قرآن کے مفہوم و مطالب کو بھی بگاڑ دینے سے نہیں چوکتے' اس کے برعکس جسے ہم پسند نہیں کرتے اس کی خوبی بھی ہمیں عیب نظر آتی ہے جب کہ ہماری پسند و ناپسند کا کوئی معیار ہی نہیں ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس مرض کا شکار زیادہ تر علماء کا طبقہ ہے' جن کی زبانیں قال اللہ اور قال الرسول سے ہمہ وقت سرشار رہتی ہیں ظاہری زندگی بالکل شریعت کے ڈھانچے میں ڈھلی معلوم ہوتی ہے لیکن باطن اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے --- حضرات علماء کرام کو اس معاملے میں زیادہ معقولیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا مگر وہ خود اس کا شکار ہو کر رہ گئے۔

امام احمد رضا کے خلاف خوب دل کھول کر پروپیگنڈہ کیا گیا۔ ان کے خلاف سازشیں کی گئیں۔۔۔ ان کے خلاف کئی محاذ قائم کیئے گئے اور ہر محاذ سے ان کی کردار کشی کی گئی۔۔ دلوں سے ان کی یاد کو مٹانے کی کوششیں کی گئیں۔۔ ذہنوں سے امام احمد رضا کے نقوش عظمت کو کھرچا جاتا رہا۔۔۔۔۔۔۔ دانش گاہوں اور علمی مجالس میں اس نام کا لینا جرم ٹھہرا' جو شان علم و فضل تھا۔۔۔ جنھوں نے دین و ملت کی بے لوث خدمت کی وہ پس منظر میں چلے گئے اور جنھوں نے ان کے مقابلے میں معمولی کام کیا' مبالغہ آرائی اور پروپیگنڈہ کے ذریعے ان کی خدمات کو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھایا جاتا رہا۔۔۔۔۔۔۔ شعراء اردو کے تذکرے چھوٹے موٹے شاعروں سے بھرے پڑے ہیں مگر جس کا ذکر کیا جانا چاہئے تھا' نہ کیا گیا۔۔۔ کوئی پوچھنے والا نہ تھا کہ ان کے علاوہ بھی کوئی ہے۔۔۔ یہ تاریخ کا المیہ نہیں تو کیا ہے؟ یہ بددیانتی نہیں تو کیا ہے!
پھر حالات نے کروٹ لی۔۔۔۔

پاکستان کے شہر لاہور میں تقریباً" پچیس برس قبل "مرکزی مجلس رضا" کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم ہوا' اس ادارے نے امام احمد رضا کے حالات و افکار پر لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر چھاپ کر پاک و ہند میں تقسیم کیا پھر آج سے تقریباً" ۱۳ برس قبل کراچی میں "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" قائم ہوا' اس نے اپنا معیاری لٹریچر نہ صرف پاک و ہند بلکہ دنیا کے دور دراز علاقوں اور عالمی جامعات میں پھیلایا' پھر رضا اکیڈمی لاہور' رضا اکیڈمی صادق آباد' رضا اکیڈمی بمبئی' رضا اکیڈمی انگلینڈ' سنی رضوی سوسائٹی افریقہ' المجمع الاسلامی مبارکپور (بھارت) اور دیگر اداروں نے اس نعرہ مستانہ کے ساتھ امام احمد رضا کے حالات و افکار پر مسلسل لٹریچر شائع کر کے خوب تقسیم کیا کہ
۔۔۔۔۔۔"بول کہ لب آزاد ہیں تیرے"۔۔۔۔۔۔۔

الحمد للہ ان اداروں کا یہ نعرہ مستانہ خلوص و للہیت پر مبنی تھا اس لئے ہر سطح پر سنا گیا۔۔۔۔ آج علماء' ادباء' شعراء' دانشور' ڈاکٹر' پروفیسر' مورخ' محقق' کمانڈر' جج' وکیل اور وزیر جسے دیکھو' امام احمد رضا کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان حضرات کے تاثرات کا ایک ذخیرہ سامنے آگیا۔۔۔۔۔۔۔ ان تاثرات پر

مشتمل اب تک تقریباً" ۲۰ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے لوگوں نے امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کیا ہوگا۔۔۔۔۔ ابھی بہت سے تاثرات منتظر اشاعت ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے پروپیگنڈے نے اہل علم کی زبانیں بند کر رکھی تھیں مگر ان کے دل مچل رہے تھے اب تڑپ تڑپ کر جذبات و احساسات اور خیالات سامنے آرہے ہیں۔۔۔ بعض مورخوں نے حقائق سے منہ موڑا۔۔۔۔ اب حقائق و شواہد خود بخود نکلے چلے آتے ہیں نام نہاد مورخ و محقق حیران ہیں پریشان ہیں کہ ہم نے کیا کیا اور کیا ہوگیا۔۔۔۔ آج کے انصاف پسند مورخ نے حقائق ڈھونڈ نکالے ہیں اور ان کو دل و جان سے تسلیم کیا ہے' چنانچہ پاکستان کے شہرہ آفاق مورخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی پر جب حقیقت آشکار ہوئی تو انہوں نے ایک علمی مجلس میں برملا اظہار فرمایا کہ

"اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تاریخ میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب یک طرفہ ہے"۔۔۔۔۔۔۔

مگر جنھوں نے انا کی اندھیری کوٹھریوں میں رہنے کی ٹھانی ہے انکار پر انکار کیے جاتے ہیں۔۔۔۔ الزام پر الزام لگائے جاتے ہیں۔۔۔ نئے نئے الزام' نئے نئے اتہام۔۔۔ آہ۔۔۔!

جہل کے بازار میں علم و دانش نیلام ہو رہے ہیں' بولیوں پر بولیاں لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔ مگر' ماننے والے مان رہے ہیں۔۔۔۔ تسلیم کرنے والے تسلیم کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ اپنے بھی بیگانے بھی' سب نے مانا' سب نے تسلیم کیا۔۔۔ جنھوں نے نہیں مانا' ہماری نظر میں ان کی مخالفت کی وجہ علمی اور مذہبی نہیں بلکہ سراسر فرقہ وارانہ اور تعصبانہ ہے۔۔ رقابت و عصبیت اچھے اچھوں کو بے بصر کر دیتی ہے اور اس پست سطح پر لے آتی ہے کہ جہاں خود تعقب و عنید اپنے آپ کو پاکر اپنے ضمیر کے سامنے نادم و شرمسار ہوتا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس کی شرارت سے محفوظ رکھے۔۔۔۔ اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔

آمین 'بجاہ سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم

۲۹، رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ
۲۴ مارچ ۱۹۹۳ء

از احقر الفقیر
(اقبال احمد اختر القادری)
مصطفیٰ کالونی ۲-B-۵/۱۳۷
گلشن احمد رضا۔ نارتھ کراچی
75850

حواشی و حوالے

۱۔ کوثر نیازی ' انداز بیاں اور ' مطبوعہ لاہور ' صفحہ ۸۹
۲۔ کوثر نیازی ' خطاب امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۰ء منعقدہ ۱۴۔ ستمبر ۱۹۹۰ء بمقام تاج محل ہوٹل کراچی
۳۔ ایضاً"
۴۔ انوار احمد جلالپوری ' مولانا ' بے غبار مسلک ' مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۸۷ء ' صفحہ ۹-۸-۷
۵۔ مکتوب بنام پیرزادہ سید محمد طاہر مظہری ' محررہ ۲ نومبر ۱۹۹۲ء کراچی
۶۔ اشتہار بعنوان "علامہ سعید احمد قادری ۲۵ سال بعد سنی بریلوی ہوگئے" مطبوعہ مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ
۷۔ جمعیت اشاعت اہلسنّت کراچی کے محمد ریحان قادری صاحب کی معرفت موصول ہوا۔
۸۔ رضا اکیڈمی ' لاہور کے حاجی مقبول احمد ضیائی صاحب کی معرفت موصول ہوا۔
۹۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ' گوجرانوالہ ' شمارہ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ نومبر ۱۹۹۲ء ' صفحہ ۱۱
۱۰۔ انوار احمد جلالپوری ' مولانا ' بے غبار مسلک ' مطبوعہ لکھنؤ ' صفحہ ۷
۱۱۔ محمد مسعود احمد ' پروفیسر ڈاکٹر ' اجالا ' مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء ' صفحہ ۵۱

کتابیات

○ ـــ محمد مسعود احمد ' پروفیسر ڈاکٹر' عاشق رسول ' مطبوعہ لاہور

○ ـــ محمد مسعود احمد ' پروفیسر ڈاکٹر' رہبر و رہنما ' مطبوعہ کراچی

○ ـــ محمد مسعود احمد ' پروفیسر ڈاکٹر' اجالا ' مطبوعہ کراچی

○ ـــ انوار احمد جلالپوری ' مولانا ' بے غبار مسلک ' مطبوعہ لکھنؤ

○ ـــ کوثر نیازی ' مولانا احمد رضا خان بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت مطبوعہ کراچی

○ ـــ عبد الحکیم شرف قادری ' علامہ ' البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ' مطبوعہ لاہور

○ ـــ کوثر نیازی ' انداز بیاں اور ' مطبوعہ لاہور

○ ـــ اقبال احمد اختر القادری ' پردہ اٹھتا ہے ' مطبوعہ کراچی

○ ـــ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ' شمارہ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ

مفتیٔ اعظم پاکستان

مُفتی محمّد وقارُالدّین قادری

اقبال احمد اختر القادری

حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان سیدی، استاذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی درس و تدریس میں گزار دی۔ توحید و رسالت کی تبلیغ اور مخلوقِ خدا کی بھلائی میں زندگی بسر کی۔ وہ بچوں، طالب علموں کے ساتھ نہایت شفقت و محبت سے پیش آتے اور اپنے رفقاء اور بڑوں کے عزیز تھے۔ آپ کی زندگی کا نصب العین حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے حوالے سے محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ سے قلب مومن کو منوّر کرنا اور تمام طبقۂ فکر کے انسانوں کو اس حوالے سے امن و سلامتی کا پیغام دینا تھا۔ حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان سادگی کا مجسمہ تھے۔ صبر و قناعت اور توکل علی اللہ " کا ایک ایسا نمونہ تھے کہ ان کو دیکھ کر اسلاف کرام کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ بڑے سے بڑے دکھ، درد اور غم کو مسکرا کر برداشت فرماتے تھے۔ آپ کا چہرہ ایک مخصوص تبسم کی وجہ سے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ چہرہ پر محبت کا ایک نور تھا۔

مفتیٔ اعظم پاکستان ۱۴ / صفر المظفر ۱۳۳۳ھ یکم جنوری ۱۹۱۵ء میں موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت (ہندوستان) کے ایک شیخ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد حافظ حمید اللہ صاحب پیلی بھیت کے ممتاز حفاظ کرام میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے شروع شروع اُردو اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ پھر والدِ ماجد نے علومِ اسلامیہ کی تکمیل کے لیئے مدرسہ آستانہ شبتیریہ پیلی بھیت میں داخل کرا دیا۔ آپ بچپن سے ذہین تھے۔ جو بات ایک مرتبہ کہیں پڑھ لیتے یا سُن لیتے کسی صُورت بھی نہ بھولتے تھے۔ علمِ دین سے لگاؤ تھا۔ چنانچہ مدرسہ آستانہ شبتیریہ پیلی بھیت کے بعد شہرِ علم و فن آستانہ امام احمد رضا پہنچے۔ وہاں جامعہ منظرِ اسلام میں تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں، ضلع مظفر گڑھ میں داخلہ لیا اور یہاں تکمیلِ علم کر کے ۱۹۳۸ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔

قیام بریلی شریف کے دوران آپ شہزادۂ امام احمد رضا حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ کی پُر وقار علمی و روحانی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں آپ نے حضرت حجۃ الاسلام کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ کرام میں درج ذیل بزرگ شخصیات شامل ہیں، جن کا خود ایک جگہ آپ نے ذکر کیا ہے۔ صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی (تلمیذ و خلیفہ امام احمد رضا) علامہ مولانا حبیبُ الرحمن علامہ مولانا عبد الحق، تلمیذ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ، محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری۔

حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان نے تحریک پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جگہ جگہ جلسوں میں کانگریس کا رد فرماتے اور مسلم میں رائے عامہ کو بیدار کرتے تے۔ آپ نے اس ضمن میں ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو نظریۂ پاکستان سے آگاہ کر کے تحریک پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا۔

۱۹۳۹ء میں تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد درس و تدریس کی جانب متوجہ ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۷ء مرکزِ علم و فن بریلی شریف کے مدرسہ جامعہ منظرِ الاسلام میں منصبِ تدریس پر فائز رہے۔ اسی دوران ۱۹۴۶ء میں ازدواجی زندگی سے منسلک ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کی اور چٹاگانگ میں سکونت اختیار کی۔ یہاں ایک دن جلسۂ معراج النبیﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تقریر فرمائی جس میں بیان سے

اکابر علماء بھی موجود تھے۔ انہوں نے جب حضرت مفتئ اعظم پاکستان کی تقریر دل پذیر سنی تو آپ کی فصاحت و بلاغت اور دلائل و براہین سے متاثر ہو کر وہاں کے مدرسہ "احمدیہ سینیہ" کی سرپرستی فرمانے کی گزارش کی۔ چونکہ آپ کو درس و تدریس کی عادت تھی اور شوق بھی۔ لہٰذا آپؒ نے ان کی اس پیشکش کو قبول فرماتے ہوئے مدرسہ کا انتظام سنبھال لیا۔ آپ کی سرپرستی میں جلد ہی مدرسہ احمدیہ سینیہ ایک بڑے دار العلوم کی شکل اختیار کر کے "جامعہ احمدیہ سینیہ" بن گیا یہاں سنہ ۱۹۵۴ء تا سنہ ۱۹۶۱ء سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہا۔ پھر آپ کراچی تشریف لے آئے۔

آپ کے استاد حضرت صدر الشریعۃ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی تلمیذ و خلیفہ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے نام سے منسوب "دار العلوم امجدیہ" سے منسلک ہو گئے۔ شروع شروع میں استاذ، پھر ناظم تعلیمات، مفتی اور پھر شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور تا حیات اسی پر فائز رہ کر رشد و ہدایت فرماتے رہے۔ حضرت مفتئ اعظم پاکستان نے تحریک ختم نبوت سنہ ۱۹۵۳ء اور سنہ ۱۹۷۴ء میں بھی تحفظ مقام مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غرض سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ سنہ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھی سوادِ اعظم اہلِ سنت والجماعت کی صف میں پوری قوم کے دوش بدوش رہنمائی فرماتے رہے۔ آپ کی خداداد صلاحیتوں اور علم و فضل کے پیشِ نظر حکومتِ پاکستان نے آپ کو مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا چیئرمین منتخب کیا۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان اور وفاقی مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی رہے۔

سنہ ۱۹۶۸ء میں حج بیت اللہ و زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ پُر مغز و پُر اثر تقریر بھی فرماتے۔ بد مذہبوں اور بے دینوں کی بیخ کنی کے لیئے مناظرہ بھی فرماتے۔

آپ پاکستان کے ممتاز اکابر علماء میں سے تھے۔ آپ کے دار الافتاء میں تقریبًا دنیا کے ہر خطہ سے استفتاء آتے اور آپ عالم کی رہنمائی فرماتے۔ پاکستان میں بھی جب کبھی کوئی مشکل وقت آیا یا حکمرانوں نے کوئی غلط قدم اٹھانا چاہا تو آپ نے بروقت تنبیہہ و رہبری کی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی حکمران و سیاست دان بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ نے ہندوستان اور پھر پاکستان میں تبلیغِ دین کی خاطر دُور دراز علاقوں کے دورے کیئے۔ آپ کی عمر کا زیادہ تر وقت تدریس میں گزرا۔ آپ نے تقریبًا ۴۰ سال درس و تدریس میں صرف کیئے اور ہزاروں شاگردوں کو عالم و فاضل بنا کر دُنیا کے مختلف علاقوں میں دین کی تبلیغ پر مامور فرمایا۔ آپ اپنے طلبہ کی بڑی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب راقم حضرت مولانا حاجی شفیع محمد قادری حامدی کی معیت میں مدرسہ میں داخلے کی غرض سے حاضر ہوا تھا تو حضرت مفتی صاحب نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے فرمایا کہ "ضرور علم دین حاصل کرو۔ اس میں کوئی مشکل نہیں، بہت آسان ہے۔ پھر راقم جب بھی ملتا تو فرماتے کہاں تک پہنچے۔ ایک دن حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے فرمانے لگے "تم فکر مت کرو، دل لگا کر پڑھو! ہم تمہیں مفتی بنا دیں گے۔"

حضرت مفتئ اعظم پاکستان قبلہ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں حضرت امام احمد رضا کے فرزندِ اصغر مفتئ اعظم ہند علامہ مصطفٰے رضا خان نوری علیہ الرحمۃ سے خلافت و اجازت تھی۔ آپ کے لاکھوں شاگرد و مریدین و متعقدین دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ضعیف العمری کی وجہ سے آپ کئی ہفتوں علیل رہے۔ کراچی کے ایک بڑے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ کچھ دن وہاں رہے۔ پھر رو بصحت ہونے لگے۔ گھر تشریف لے آئے۔ زندگی معمول کے مطابق گزرنے لگی۔ پھر اچانک ماہِ نور ربیع الاول کی ۲۰ تاریخ سنہ ۱۴۱۳ھ، ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۹۳ء کی صبح ایسی ہوا چلی کہ خیابانِ رضویت کا یہ مہکتا پھول شاخِ زندگی سے ٹوٹ کر ہمیشہ کے لیئے گلشن سے جُدا ہو گیا۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔ اسی دن بعد نمازِ عصر نمازِ جنازہ عالمگیر روڈ (نزد سینٹرل جیل کراچی) پر حضرت علامہ مفتی عبد العزیز صاحب حنفی کی امامت میں ادا کی گئی اور ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں دار العلوم امجدیہ کے احاطے میں حضرت علامہ عبد المصطفٰے الازہری علیہ الرحمۃ کے مزار کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ، صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے علاوہ لاکھوں مریدین و معتقدین بھی شامل ہیں۔